اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

الحمد للہ والمنۃ کہ درین ایام میمنت انجام رسالہ متبرکہ وعجالہ نافعہ مسمی بہ

تمہید

فی ثبوت ضرورت التقلید

از تصنیف عالم اجل وفاضل اکمل مقبول بارگاہ صمد جناب مولانا مولوی مشتاق احمد
مدظلہم حسب فرمائش حنفی مذہب صوفی مشرب جناب میانجی کریم بخش صاحب
بتصحیح جناب مولوی ظہور الدین صاحب انبہٹوی

در مطبع رحمانی شہر انبالہ باہتمام عبد الرحمن خان طبع گردید

تحریر جناب مولوی مفتی محمد شاہ دین صاحب

نحمدہ ونصلیہ

مشتاق احمد
نبذے از رسالہ دربارہ تقلید شخصی یعنی مذہب معین از مذاہب اربعہ مصنفہ محبی و مشفقی مولوی
صاحب کا اکثر مقامات سے دیکھا فی الحقیقت بہت عمدہ انشاء اللہ العزیز ناظرین اگر بنظر انصاف اسکو ملاحظہ فرماینگے
تو بہت فایدہ اٹھا وینگے بعض حضرات جو تقلید شخصی کے وجوب کا انکار بلکہ اسکو بدعت کہدیتے
ہین یہ صرف تقاضاے نادانی ہے کیونکہ بدعت وہ محدث فی الدین ہے جو زمانہ شارع علیہ السلام
مین موجود نہو قولا نہ فعلا نہ تقریرا نہ صراحتا نہ اشارۃ نہ دلالۃ یعنی اسکی جواز کی کوئی دلیل نہو اور جس امر
کی جواز کی دلیل اس زمانہ مین موجود ہو اگرچہ وہ امر موجود خارجی موجود نہو تو وہ امر بدعت نہین ہو سکتا
بلکہ وہ امر مشروع ہوگا اگرچہ موجود خارجی کی زمانہ مین جلوہ نما ہو پس اب دیکھنا چاہیے کہ حکم وجوب مطلق تقلید
نہ کہ تقلید مطلق کا قولہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون سے ثابت ہے اور مطلق تقلید تقلید
شخصی اور غیر شخصی دونوکو شامل ہے یعنی وجوب تقلید شخصی اور غیر شخصی علی سبیل التخییر ہوا لیکن
تقلید غیر شخصی تو طاعبت فی الدین اور تلفیق کو مستلزم ہے کما لا یخفی اور ملاعبت فی الدین وغیرہ
بالاجماع باطل ہے اور بطلان لازم مستلزم بطلان ملزوم کو ہوتا ہے علاوہ برین وقت افتراق و اختلاف
اور اعجاب کل ذی رای برایہ کی جیسا کہ اب خود مشاہد ہے قولہ تعالی ولا تفسدوا فی الارض لا تفرقوا وکونوا
فی اللہ اخوانا الحدیث وغیرہ سے صرف تقلید شخصی کا وجوب ظاہر ہے اگرچہ یہ وجوب بالذات نہین وجوب لغیرہ ہے مگر وجوب
بالذات اور وجوب لغیرہ حکم اتباع مین مساوی ہین پس تقلید شخصی کا وجود خارجی اگرچہ بعد قرون ثلثہ یا ارلعبہ کے ہوا مگر وجود
شرعی زمانہ شارع علیہ السلام مین اور وجوب لغیرہ ہونا اسکا اظہر من الشمس ہے کما لا یخفی علی من لہ ادنی تامل او القی السمع وہو شہید فقط

الراقم مسکین محمد شاہ دین عفی عنہ

تقریظ و تاریخ نتیجهٔ فکر بلند آسمان پیوند عالم جلیل فاضل نبیل عدیل زبدة الاذکیا ناصر الاسلام محمد شفیع ناصر رامپوری مدظله العالی

فلاح دوجهانی و تقلید خاک بوسی عتبهٔ طاعت سبحانی ست که از صحیفهٔ پیری او جبین را ضیا بر ضیا حاصل و صلاح دارینی در تقلید امتثال اوامر مرضیات یزدانی است که از بجا آوری او آئینهٔ خاطر از جلا به جلا مصقول و سرمایهٔ دولت جاودانی در تقلید خاشاک روبی در محبوب حقانی ست که توقیع اظهار مهار - لقد جاءکم نور و کتاب مختص بذات خاص اوست و خلعت انوار اسرار و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین زیبا بر بالای والای ذو اختصاص اوست زان ازلی مکتب و امی لقب - عقل کل آموخته لوح ادب هر سخنش کاصل مسلمانی است ، حاشیه نامهٔ ربانی ست ؛ گرچه که یوسف ز نمک کم نداشت ؛ از نمکش چاشنی هم برداشت ، مرده او خضر بحیوان خویش ؛ تشنهٔ او نوح بطوفان خویش ؛ باد همیشه ره ماسوای او ؛ سر همه خاک سر کوی او ؛ مایهٔ کامل العیار صلوٰة و تسلیم نثار بارگاه الاثیر باد ، و خلعت مطلع الانوار نثار و تکریم پیشکش آل و اصحابش - اما بعد بر ضمیر منیر تشنگان آب زلال تحقیق و توفیق هویدا باد که رسالة التسدید فی بیان ضرورة التقلید مؤلفهٔ سرآمد علمای عصر آیتی من آیات رب اکبر عالم المتین فاضل النظیر برهان الفضلا شیخ العلما اخی اعظم استاذنا المکرم مولنا حافظ مشتاق احمد صاحب لا زال الشمس فیوضه بازغة بقالب طبع آمده و زیور ظهور پوشیده الله چه تحقیقی که مثلش از زاویهٔ عدم بر منصهٔ ظهور جلوه افروز نشده و چه تحریری که فصحای عرب و ... انگشته - الحق عبارتی ست در لطافت چون جان شیرین و در طراوت چون مرجان نگینها حل مشکلات و کشف معضلات اثر فیض خامهٔ اوست - افتتاح مغلقات و تفصیل مجملات خاصه نامهٔ او اطراف کتاب از نسیم فضایل مصنف چون حواشی گلستان معطر - و مشام مسترشدان

Scanned with CamScanner

از روایح فواضل مولف همچون موی عنبر بویان معنبر ــ بهار عالم حسنش دل و جان تازه میدارد
برنگ اصحاب صورت را بهوا باب معنی را ❊ الفاظ دل فریبش چون شکر خنده شکر لبان شورانگیز
و معانی جانفزایش چون طرهٔ گلرخان دل‌آویز لاریب این گلدستهٔ چمنستان هدایت همان است
اگر بچشم انصاف بین دیده آید جادهٔ حق و صواب و قعر عذاب و عقاب در یک چشم زدن هویدا گردد
مدعیان عدم تقلید تا حال این هم نمی‌دانند که در کدام مسایل ضرورت تقلید است درین
رساله بتفصیل تشریح کرده شد که در فلان مسایل بدون تقلید گزیری نیست و در فلان مسایل
کسی مقلد کسی نیست فی الجمله کتابی است عجیب و رساله ایست غریب تشنگان آب
زلال تحقیق را باید که خود را برین چشمهٔ فیوضات خود را برسانند و گم کردگان جادهٔ سعادت
را شاید که بیک لمحه معیت این بدرقهٔ هدایت نگذارند ــ ای ناصر آشفته نوا سلسلهٔ کلام درازی
کشید و زمام سخن بطول انجامید باید که رجوع بتاریخش کنی ــ و از ملهم غیبی تاییدش جوئی

قطعهٔ تاریخ مصنف کتاب

ثم هذا الکتاب تصنیفا ❊ بجیاد بیانه الترصیع
قلت للقلب باه ابتغاء تاریخ (قال) ان هذا الکتاب اجل بدایع

۱۳۰۵ هجری

ایضا قطعهٔ تاریخ طبع رساله

لکھی نوشت رساله جناب مولانا ❊ پہنچ سپہر ہمایوں بطرز طرز جدید
عجب کلام عجیب طرز ہی عجب تحقیق ❊ ہر کلمہ کلمہ سے پیدا کرشمہ توحید
جمال صبح سعادت ہی یا گل تحقیق ❊ طلسم خانہ حیرت ہی یا کلام وحید
خیال و فکر تھا تاریخ کا کہا دل نے ❊ عجب ہی خیر سی ناصر رسالہ تقلید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد بندہ درگاہ ایزدی عاصی مشتاق احمد حنفی صابری برادران دین ومتبعان شرع مبین کی خدمت میں گذارش پرداز ہے کہ حسب ارشاد فیض بنیاد زبدۃ الاصفیا عمدۃ الصلحا برگزیدہ بارگاہ حضرت اللہ مخدومنا جناب شاہجی توکل شاہ اوصلہ اللہ الی ما یتمناہ اس عاصی نے مسئلہ تقلید کی تحقیق میں چند ورق لکھے ہر چند علماء اہل سنت مثل مولانا محمد ارشاد حسین مجددی رامپوری ومولانا محمد شاہ دہلوی وغیرہ ہمانے جو کچھ اس مسئلہ کی تحقیق میں احقاق حق وابطال باطل کیا وہ منصف کیواسطے کافی اور طالب ہدایت کے لئے وافی ہے مگر چونکہ انکی تصانیف ضخیم ہیں اکثر اشخاص تمام کتاب کے دیکھنے سے مجبور اور اس مسئلہ کے سمجھنے سے معذور رہتے ہیں بایں خیال احقر نے ایسا مختصر رسالہ لکھا جو ضخامت میں دو جزو سے بھی کم اور تعصب بیجا طرفین سے خالی اور تشدد ناروا جانبین سے بری ہو تاکہ ہر ایک مقلد اور غیر مقلد کی نظر سے گذرے اور طرفین کو فائدہ پہنچائے اور نام اسکا تمہید فی ثبوت ضرورۃ التقلید رکھا خدا تعالی شاہ صاحب ممدوح کی برکت سے میری اس تحریر کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو دولت اتفاق سے بہرہ ور کرے آمین ✦

اثبات مطلب سے پہلے اس امر کے اظہار کی ضرورت ہے کہ مقلد کو تقلید کی ضرورت کن مسائل میں ہے اور کونسے مسائل ایسے ہیں جنمیں تقلید کی ضرورت ہی نہیں بلکہ مجتہد ومقلد دونوں مساوی ہیں اور اس امر کے اظہار کی ضرورت

اس واسطے ہوئی کہ اکثر حضرات غیر مقلدین ناواقف ہونیکے سبب جمہور علما اہل سنت پر یہہ گمان رکھتے ہیں کہ یہہ تمام مسائل شریعت میں خواہ ضرورت تقلید کی ہے یا نہیں ہے مجتہد ہی کی تقلید کرتے ہیں حالانکہ یہہ بالکل غلط ہے جمہور اہل سنت تقلید مجتہد کی انہیں مسائل میں کرتے ہیں جنمیں تقلید کے بغیر حسب حکم خدا و رسول چارہ نہیں دیکھتے ہیں واضح ہو کہ مسائل شرع تین قسم کے ہیں ایک مسائل اعتقادیہ جیسے اللہ ایک ہے۔ نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا قیامت برحق ہے وغیرہ وغیرہ۔ دوسرے نفس فرائض شرعیہ جیسے دن رات میں پانچ وقت نماز کا فرض ہونا۔ موجودگی نصاب میں زکواۃ کا دینا۔ بحالت استطاعت زاد راہ حج بیت اللہ سے مشرف ہونا وغیرہ وغیرہ۔ تیسری قسم وہ مسائل ہیں جنکے سمجھنے میں فکر ہر مسلمان بوجہہ اختلاف روایات و ضرورۃ استنباط و استخراج کارگر نہیں ہو سکتا جیسے مسائل عدت و مہر و ربوا وغیرہ۔ پہلے دونوں قسموں میں تقلید کی ضرورت نہیں اعتقادیات میں ہر مسلمان کے ذمہ توحید و رسالت پر اذعان رکھنا اور ایمان لانا لازم ہے اور فرائض بوجہہ تواتر و شہرۃ مابین اہل اسلام موجب ایقان ہیں۔ البتہ تیسری قسم میں تقلید کی ضرورت ہے سو وہ بھی انکے واسطے جو رتبہ اجتہاد فروع جزئیہ اور درجہ استنباط مسائل شرعیہ کا نہ رکھتے ہوں اور اسی میں مابین جمہور علما محققین و فرقہ غیر مقلدین جابجا اور ہر ایک شہر میں مباحثہ پھیلا ہوا ہے۔ فریقین کے تصفیہ کی صورت وہی ہے جو اللہ کریم نے درصورت منازعت آیۂ کریمہ فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر میں فرمادی ہے لہذا مسئلہ تقلید کی

ترجمہ پھر اگر تم جھگڑو کسی چیز میں رجوع کرو اسکو طرف کلام اللہ اور سنت رسول کی ۱۲

نسبت بھی ہمنے کلام الٰہی اور ارشاد حضرت رسالت پناہی صلعم طرف رجوع کیا سو
قرآن شریف سے تو یہہ حکم ملا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون دریافت
کرو جاننے والوں سے اگر تم نہیں جانتے موافق حکم آیہ ہذا مسائل مستنبطہ میں اہل ذکر
یعنی مجتہدین کی طرف رجوع کرنا اور اُنکے کہنے پر بھروسہ کرنا لازم ہوا اسیکا نام
تقلید ہے اور اسی آیہ سے ثبوت وجوب تقلید کو وقت لاعلمی امام غیر مقلدین
مولف معیار نے بھی تسلیم کرلیا ہے - عبارت معیار الحق کی یہہ ہے قال اللہ تعالی
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے
ہو تم اور یہی آیت دلیل ہے وجوب تقلید پر کما اشار الیہ المحقق ابن الہمام وغیرہ
اور ظاہر ہے کہ امر بالسوال آیہ میں مقید بالشرط ہی اور اصول فقہ میں محقق ہے کہ حکم
مقید بالشرط متعدی نہیں ہوتا اُس فرد میں جو مجرد ہو اُس شرط سے انتہی بلفظہ
مولف معیار نے اسجگہہ یہہ تسلیم کرلیا کہ اس آیہ سے وجوب تقلید وقت لاعلمی
ثابت ہے اور اس کا اقرار بھی کرلیا کہ علامہ ابن ہمام وغیرہ نے اسی آیۃ سے دلیل
وجوب تقلید بیان کی ہے اسکے بعد مولف معیار نے اپنی جانب سے اپنے
مدعا کے ثبوت کے واسطے یہہ وجہ نکالی ہے کہ امر بالسوال آیۃ میں لاعلمی
کی شرط سے مقید ہے اگر یہہ شرط نہ پائی جاوے یعنی اس مسئلہ کا علم ہو
تو پھر تقلید کی ضرورت نہیں **اقول** جو کچھہ مولف معیار نے تحریر فرمایا یہی
ہمارا بھی مطلب ہے کہ وقت لاعلمی تقلید واجب ہے اور یہہ ہم نے پہلے بیان
کردیا کہ تقلید کی ضرورت انہیں احکام میں ہے جن کے سمجھنے میں فکر ہر مسلمان
بوجہ اختلاف روایات و ضرورۂ استنباط و استخراج کارگر نہ ہو سکتا ہو لہذا ایسے

احکام کا علم جس کو ہوگا وہ مجتہد کہلا ئیگا اُس کو تقلید کرنی درست نہوگی عامی کو ان احکام کا علم نہیں ہو سکتا اس پر تقلید ہی واجب ہوگی +

اب اگر یہہ شبہہ پیدا ہو کہ ایتہ ہذا سے اثبات تقلید جب ہو سکتا ہے کہ پہلے ایسا مسائل کا موجود ہونا اور مکلفین کو پیش آنا ثابت ہو جو بلا شرائط اجتہاد عام عباد کے فہم میں نہ آسکتے ہوں اور علماء متقدمین مستندین نے بھی اس ضرورت کو تسلیم کر لیا ہو جواب اس کا یہہ ہے کہ بلا شبہہ جمہور علماء اہل سنت نے اس امر کو مانا ہوا ہے اور جا بجا ایسے مسائل میں تقلید کی تشریح کی ہوئی ہے چونکہ ہمیں اختصار مد نظر ہے اسواسطے صرف ایک کتاب قول سدید مصنفہ ابن ملا فروخ مکی کی عبارت جو غیر مقلدین کے نزدیک معتبر کتاب ہے نقل کی جاتی ہے حیث قال واما ما لایتوصل الیہ الا بطریق

قول سدید صفحہ ۶

من النظر والاستدلال فمن کان قادرا علیہ بتوفر آلتہ وجب علیہ فعلہ کالائمۃ المجتہدین ومن لم یکن لہ قدرۃ وجب علیہ اتباع من ارشدہ الی ما یکلف بہ ممن ہو من اہل النظر والاجتہاد والعدالۃ و سقط عن العاجز تکلیفہ بالبحث والنظر بعجزہ لقولہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ولقولہ عزوجل فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ترجمہ لیکن وہ احکام جو نہیں حاصل ہو سکتے مگر نظر اور استدلال سے پس جو شخص قادر ہو اُن پر نظر و استدلال یعنی اجتہاد سے اُسکو اجتہاد ہی سے حاصل کرنا واجب ہے جیسی کہ آئمہ مجتہدین ہیں (کہ وہ خود اجتہاد کرتے ہیں) اور جسکو اس کی قدرت نہیں اُسپر واجب ہے اتباع اس شخص کا جو پہونچا دے اُسکو اس مسئلہ پر مجتہدوں میں سے اور ساقط ہو جائیگی یہہ تکلیف بحث نظر کی عاجز سے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی کو مگر بقدر اُسکی طاقت کے دوسری جگہ فرماتا ہے سوال کرو جاننے والوں سے اگر تم نہیں جانتے

اگر کسیکو یہہ شبہہ گذرے کہ اس عبارت سے اسقدر تو ضرور معلوم ہوا کہ بعض احکام ایسے ہیں
جن کے سمجھنے اور استنباط کرنیکی لیاقت مجتہد کے سوا غیر مجتہد کو نہیں ہوتی اور یہہ بھی معلوم
ہوا کہ ایسی حالت میں غیر مجتہد کو مجتہد کی تقلید کرنی پڑیگی لیکن مجتہد عام ہے خصوصیت
ان چاروں مجتہدوں اور مذاہب اربعہ مروجہ کی کہاں سے ثابت ہوئی جواب اس کا
یہہ ہے کہ بعد استقرار تام و تفحص بالاکلام جملہ علماء کرام اہل سنت عظام یہہ امر محقق
ہو چکا ہے کہ مسائل استنباطیہ مابین اہل سنت میں قابل اعتماد مجتہد اربعہ ہی ہیں
چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب جو طرفین میں مستند ہیں کتاب عقد الجید میں درباب
ثبوت تقلید فرماتے ہیں۔ آخذ ہا ان الامۃ اجتمعت علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ
فالتابعون اعتمدوا فی ذلک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وہکذا فی کل
طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلہم والعقل یدل علی حسن ذالک لان الشریعۃ لا یعرف
الا بالنقل والاستنباط والنقل لا تستقیم الا بان یاخذ کل طبقۃ عمن قبلہا بالاتصال ولا
بد فی الاستنباط من ان یعرف مذاہب المتقدمین لئلا یخرج من اقوالہم فیخرق الاجماع
لیبنی علیہا ویستعین فی ذالک بمن سبقہ الی قولہ واذا تعین الاعتماد علی اقاویل السلف
فلا بد ان یکون اقوالہم التی یعتمد علیہا مرویۃ بالاسناد الصحیح او مدونۃ فی کتب مشہورۃ
وان یکون مخدومۃ بان یبین الراجح من محتملاتہا و یخصص عمومہا فی بعض المواضع
ویقید مطلقہا فی بعض المواضع ویجمع المختلف فیہا ویبین علل احکامہا
والا لم یصح الاعتماد علیہا ولیس مذہب فی ہذہ الازمنۃ المتاخرۃ
بہذہ الصفۃ الا ہذہ المذاہب الاربعۃ **ترجمہ** تقلید کی
ایک دلیل یہہ ہے کہ امت جمع ہوئی ہے اس بات پر کہ

شریعت کے پہچاننے میں سلف پر بھروسہ کریں تابعین نے صحابہ پر اعتماد کیا تبع تابعین نے تابعین پر اسطرح ہر طبقہ میں علماء اپنے سے پہلوں پر بھروسہ کرتے چلے آئے ہیں اور عقل کی نزدیک بھی پسندیدہ ہے کیونکہ شریعت کو دو ہی صورت سے پہچان سکتے ہیں ایک نقل ہے دوسری استنباط سے اور نقل کی یہہ صورت ہے کہ پچھلے پہلوں سے بطور اتصال نقل کریں اور استنباط یعنی اجتہاد میں متقدمین کے مذہب کا پہچاننا ضروری ہے تاکہ اُنکے اقوال سے نہ نکلے پھر اجماع کے خلاف ہو لہذا متقدمین کے مذہب پر بنیاد کرے اور مدد لے سابقین سے اور جبکہ سلف پر اعتماد ثابت ہوا پس ضرور ہے کہ اقوال اُنکے جنپر بھروسہ کیا جاتا ہے اسناد صحیح سے منقول ہوں یا مشہور کتابوں میں مدون ہوں اور خوب خدمت کئے گئے یعنی تحقیق کئے گئے ہوں باین طور کہ جسمیں کئی احتمال ہوں راجح کو بیان کردیا ہو اور بعض موقع پر عام کو خاص کردیا ہو اور مطلق کو مقید بنا دیا ہو تاکہ مختلف جمع ہو گیا ہو اور احکام کے علل بیان کردیئے گئے ہوں اگر یہہ امور نہ ہوں تو سلف پر اعتماد صحیح نہ ہوا اور اس زمانہ متاخر میں اس صفت کا کوئی مذہب نہیں ہے سوائے ان چاروں مذہبوں کے انتہیٰ ٭

حضرت ممدوح کے کلام بلاغت التیام سے چند امور مستفاد ہوئے اول یہہ کہ شریعت کے پہچاننے کے واسطے دو امر کی ضرورت ہے ایک نقل صحیح کا بہم پہنچانا جیسا اسناد علم حدیث میں ہے دوسرے ملکہ استنباط اور اجتہاد کا حاصل ہونا لہذا جسکو ملکہ استنباط حاصل نہیں ہوگا وہ صرف نقل کرنے سے معرفت شریعت اور علم احکام حاصل نہیں کر سکتا اُسکو حسب ارشاد رب کریم

فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور پھر علماء اہل اجتہاد کا اتباع کرنا
لازم ہوگا اسیکا نام تقلید ہے دوسرے حضرت ممدوح کے کلام سے یہہ بھی
مفہوم ہوا کہ اس زمانہ میں ہرچند کسیکو درجہ استنباط حاصل ہو پھر بھی
انہیں کو سلف پر بھروسہ کرنا اور اُن کے اقوال کا اتباع کرنا لازم ہوگا +
تفسیر سے اس کلام سے یہہ بھی سمجھا گیا کہ جسقدر شرایط نقل احادیث اور
مراتب استنباط میں چاہئیں وہ سب ان چاروں مذہبوں میں موجود
اور دوسروں میں مفقود ہیں لہذا قابل اعتماد یہی چاروں ہیں +
پھر اگر کسیکو یہہ شبہہ گذرے کہ اس عبارت شاہصاحب سے مستند ہونا
انہیں چاروں مذہبوں کا اور ماسوا ان کے سب کا غیر معتبر ہونا (یعنی
گروہ اہل سنت سے الگ ہونا) بیشک ثابت ہوا مگر تعین مذہب واحد کا
جو عبارت تقلید شخصی سے ہے وہ کس طرح ثابت ہوا جواب اس کا
یہہ ہے کہ اسکا ثبوت بھی اسی آیت فاسئلوا اہل الذکر الخ سے ہوا کیونکہ
آیت ہذا میں تو مطلق اہل ذکر سے دریافت کرنے اور اُن پر بھروسہ کرنیکا
حکم ہے پس دو حال سے خالی نہیں دریافت کرنیوالا یا جمیع افراد مطلق یعنی
اہل ذکر سے دریافت کریگا یا بعض سے صورت اول کا وقوع محال اور داخل
تکلیف بالایطاق ہے ولا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا اور صورت ثانی
یعنی بعض سے دریافت کرنے اور بعض سے نہ کرنے میں اگر وجہ ترجیح یعنی
کسی خاص اہل ذکر کی نسبت حسن ظن کا ہونا موجود نہیں تب تو ترجیح
بلا مرجح لازم آویگی اور وہ ناجائز ہے۔ اور اگر وجہ ترجیح یعنی حسن ظن موجود ہے

تو دریافت کرنیوالے کو اختیار ہے جسپر اُسکو حسن ظن ہو اور جس مجتہد کے استنباطات اُسکے
نزدیک زیادہ تر کتاب و سنت کے موافق ہوں اُس سے دریافت کرے مثلاً مقلدان
مذہب حنفی کو حضرت امام اعظم پر زیادہ اعتقاد اور حسن ظن ہے وہ اُنکے مقلد ہیں
اور مقلدان مذہب شافعی کو حضرت امام شافعی پر زیادہ عقیدت اور حسن ظن ہے وہ اُنکے مقلد رہیں۔
اگر کوئی یہہ کہے ممکن ہے کہ مقلد کو بعض مسائل میں ایک امام کے ساتھہ حسن ظن اور بعض
دوسروں میں دوسرے امام کے ساتھہ اعتقاد ہو پھر خاص ایک مجتہد کی تقلید کی ضرورت
نہیں ہوگی جواب اسکا یہہ ہے کہ اس صورت میں علاوہ ملاعبت فی الدین کے تلفیق
لازم آویگی اور وہ باجماع باطل ہے صورت اُس کی یہہ ہے مثلاً ایک شخص نے
قلتین سے کم پانی میں باوجود نجاست گر جانیکی وضو کی اور چوتھائی سر سے کم پر
مسح کیا نماز اُسکی باطل ہوگی امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک تو پانی نجس
ہونیکے سبب اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک مسح مقدار فرض ادا نہ
ہونیکے سبب چنانچہ درالمختار اور ردالمحتار صفحہ ۱۱ میں ہے التلفیق باطل بالاجماع
اور ایسا ہی شاہ عبدالعزیز صاحب نے سوالات عشرہ میں فتوی دیا ہے اور میزان کبریٰ
صفحہ ۴۴ میں امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں یجوز للحنفی ان ینتقل الی مذہب الشافعی
وبالعکس لکن بالکلیۃ واما فی مسئلۃ فلا یمکن کما لو خرج دم من بدن حنفی وسال
فلا یجوز لہ ان یصلی تقلیداً لمذہب الشافعی فی ہذہ المسئلۃ فان صلی بطلت صلوتہ انتہی۔ جائز ہے
شافعی کو حنفی بنجانا لیکن تمام مسائل میں۔ ایک مسئلہ میں درست نہیں جیسے
حنفی کے بدن سے خون نکلکر بہا اُسکو جائز نہیں ہے کہ وہ دہونے سے پہلی نماز پڑھے اور
اُسی مسئلہ میں امام شافعی کی پیروی کرے اگر اُسنے نماز پڑھی تو اُسکی نماز باطل ہوگی

اگر کسی کو یہہ شبہ گذرے کہ اسقدر اختلاف آرا مجتہدین میں کیوں پیدا ہوا اور
شریعت سے اسکی کیا سند ہے اور اس اختلاف کا کیا فائدہ ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ ہر ایک
مجتہد کو اپنے ہی اجتہاد پر عمل کرنا واجب ہے دوسرے کی تقلید جائز نہیں اسواسطے جب
کسی ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد سے مختلف ہوا تو لامحالہ اختلاف پیدا ہوا دوسرے
جس مسئلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف احادیث روایت کیگئیں انکے دفع
تعارض میں ائمہ کے اقوال مختلف ہوئے تیسرے بعض لغات ہی ایسے ہیں جو معانی
متعددہ میں مشترک ہیں مثلاً لفظ قرء کہ اس میں حیض وطہر دونوں معنی کا احتمال ہے اور شریعت
سے سند اس اختلاف کی اس طور ہے کہ جب جنگ احزاب سے حضرت رسالت پناہ
علیہ الصلوۃ والتحیۃ واپس ہوئے صحابہ کو ان الفاظ سے حکم دیا۔ لا یصلین
احد العصر وفی روایۃ الظہر الا فی بنی قریظۃ نہ پڑھے تم میں کوئی عصر کی
نماز یا ظہر کی مگر بنی قریظہ میں راستہ میں عصر کا وقت آگیا بعض صحابہ نے تو حدیث
کے ظاہر پر عمل کیا یعنی راستہ میں نماز نہ پڑھی اور بعض نے یہہ اجتہاد کیا کہ
غرض اس ارشاد سے جلد پہنچنا ہے نہ نماز کا قضا کرنا اسواسطے نماز راستہ میں
وقت پر ادا کی جب یہہ معاملہ حضرت رسالتپناہ کے سامنے پیش ہوا تو دونوں
میں کسی پر ناراضی ظاہر نہیں فرمائی بلکہ دونوں سے خوش ہوئے لہذا معلوم ہوا
کہ یہہ فروعی اختلاف مجتہدین شارع کے نزدیک پسندیدہ اور موجب رحمت ہے
چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک
عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشئ مما هم علیه
من اختلافهم فهو عندی علی هدی۔ سوال کیا میں نے رب اپنے سے میرے بعد
صحابہ کے فروعی مسائل میں اختلاف کرنے سے پس وحی بھیجی میرے پاس

یارسول اللہ بیشک تیرے صحابہ میرے نزدیک بمنزلہ آسمان کے ستاروں کی ہیں بعض تارے بعض سے روشن ہیں پس جسنے اُنکے اختلافات فروعی سے کوئی چیز پکڑی اور اسپر عمل کیا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے کذا فی المشکوٰۃ و شروحہ - اس حدیث کی نسبت علما کے احوال مختلف ہیں بعض موضوع کہتے ہیں بعض ضعیف بتلاتے ہیں مگر یہہ حدیث و متعدد طرق سے حدیث کی کئی کتابوں میں روایت کیگئی ہے لہذا موضوع کہدینیکو اسطے کوئی قوی دلیل نہیں ہاں ضعیف ہے اور ضعیف حدیث جب فضائل اعمال میں مقبول ہے تو فضائل اعمال بدرجہ اولی مقبول ہوگی واللہ اعلم اور مجمع البحار صفحہ ۳۴۷ میں اس حدیث کے ساتھ یہہ جملہ بھی لکھا ہے - واختلاف الائمۃ لا مۃ رحمۃ - اماموںکا اختلاف امت کیواسطے موجب رحمت ہے اور مولانا حافظ احمد علی صاحب - محدث سہارنپوری نے اپنے رسالہ الدلیل القوی علے ترک القراۃ للمقتدی میں یہہ حدیث ہی نقل کی ہے اختلاف امتی رحمۃ غرض اعیان امت احمدیہ اور مجتہدان ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کا فروعی مسائل میں اختلاف کرنا موجب رحمت ہے ؎

اگر کسی کو یہہ شبہہ گذرے کہ حدیث صحیح میں اختلاف سے ممانعت بھی آئی ہے یہاں تک کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انما ھلک من کان قبلکم باختلافھم فی الکتاب پہلی امتوں میں جو ہلاک ہوے کتاب میں اختلاف کرنے کی سبب ہلاک ہوئے - جواب اس کا یہہ ہے کہ یہہ اختلاف منہی عنہ فروعی اختلاف نہیں بلکہ یہہ وہ اختلاف ہے جس کے سبب اصول دین میں تبدیل اور کتاب اللہ میں تحریف ہوتی ہو جیسا یہود و نصاری نے توریت و انجیل میں کیا چنانچہ اس حدیث کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں - واما الاختلاف فی استنباط فروع الدین ومناظرۃ

۱۸۹ مطبع رحیمی

مسلم جلد دوم صفحہ ۳۰۴

اہل العلم فی ذالک علی سبیل الفائدۃ و اظہار الحق فلیس منہیا عنہ بل ہو مامور بہ وفضیلۃ ظاہرۃ وقد اجمع المسلمون علی ہذا من عہد الصحابۃ الی الآن واللہ اعلم لیکن اختلاف فروع دین کے استنباط کرنے اور بطور اظہار حق اور فائدہ کے اس میں اہل علم کا مناظرہ اور اختلاف کرنا ممنوع نہیں بلکہ مامور بہ ہے اور ظاہر فضیلت ہے صحابہ کے زمانہ سے اب تک مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے انتہی ۔

الحاصل جب شارع علیہ السلام کے سامنے مابین صحابہ ایک حکم خاص میں فروعی اختلاف ثابت ہوا اور اختلاف کرنیوالونکو منع نہیں فرمایا پھر اُنہیں کیواسطے اختلاف صحابہ اور اختلاف امت کو رحمت قرار دیا تو اختلاف مجتہدین پیشوایان اہل سنت باعث رحمۃ لہذا الامۃ ہوا نہ موجب فساد وقباحت جیسا بعض ناواقف غیر مقلدوں کا گمان ہے اور وجہ اس بدگمانی میں پڑنیکی یہہ ہوئی کہ ان ناواقفوں نے اسقدر تحقیق نہ کی کہ اختلاف منہی عنہ وہ ہے جو اصول دین میں ہو اور یہہ اختلاف فروعی مامور بہ اور پسندیدہ ہے ۔ سنن دارمی باب اختلاف الفقہا صفحہ ۸۰ میں یہہ حدیث موجود ہے اخبرنا یزید بن ہارون بن حماد بن سلمۃ عن حمید قال قیل لعمر بن عبدالعزیز لو جمعت الناس علی شئی قال ما یسرنی انہم لم یختلفوا قال فکتب الی الآفاق او الی الامصار لیقضی کل قوم بما اجمع علیہ فقہائہم ۔ عمر بن عبدالعزیز سے کہا گیا کاش آپ مسلمانونکو ایک بات پر جمع کردیں جواب دیا کہ مجھے پسند نہیں آتا کہ انمیں اختلاف فروعی نہ ہو راوی کہتا ہے پھر اپنے قلمرو میں لکھ بھیجا کہ سب شخص اپنے اپنے فقہا کے اجتماع پر حکم کریں اور علامہ سیوطی نے جزیل المواہب میں فرمایا ہے ۔ اعلم ان اختلاف المذاہب فی ہذہ الملۃ نعمۃ کبیرۃ وفضیلۃ عظیمۃ ولہ سر لطیف ادرکہ العالمون وعمی عنہ الجاہلون حتی سمعت بعض الجہال یقول النبی جاء بشرع واحد فمن این مذاہب اربعۃ

العلم ثلثة آیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ کیونکہ فریضۃ عادلہ سے احکام اجتہادیہ
مراد ہیں اسیواسطے قیاس مجتہد کو مظہر کتاب و سنت کہتے ہیں۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب
عقد الجید میں فرماتے ہیں واذا تحقق عندک ما بیناہ علمت ان کل حکم تکلم فیہ المجتہد
باجتہادہ منسوب الی صاحب الشرع علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اما الی لفظہ او الی علۃ
ماخوذۃ من لفظہ۔ جب ثابت ہو گیا تیرے نزدیک جو ہمنے بیان کیا جان لیا تو نے
جس حکم میں مجتہد اپنے اجتہاد سے کلام کرے وہ صاحب شرع علیہ الصلوٰۃ والسلام
کیطرف منسوب ہے (یعنی مجتہد کا قول درحقیقت حضرت رسول اللہ ہی کا حکم ہے)
یا شارع کے لفظ کیطرف منسوب ہے یا کسی علۃ کیطرف منسوب ہے جو شارع کے لفظ
سے اخذ کیگئی ہے اس تقریر سے دور ہوا وہ شبہ غیر مقلدین کا جو بار بار زبان پر لاتے
ہیں خدا اور رسول کے سوا دوسرے کیکی اطاعت اور تقلید درست نہیں ہو سکتی
اسواسطے کہ اگر انکی مراد یہہ ہے کہ بالذات و بالاستقلال کسی دوسریکی اطاعت
درست نہیں آمنا و صدقنا تمام اہل سنت جماعت کا یہی عقیدہ ہے اور اگر یہہ مراد ہے
کہ بالتبع و بالعرض بھی درست نہیں یہہ اہل سنت کے خلاف اور مضمون آیات
مذکور بالا کے متناقض ہے ٭

فائدہ

تمام گروہ اہل سنت جماعت قدیماً و حدیثاً اپنے پیشوایان فقہ و حدیث دونوں پر دین کے
معاملہ میں اعتبار کرتے چلے آئے چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی کلام (ان الامۃ اجمعت
علی ان یعتمدوا علی السلف الخ) جو پہلے نقل کیگئی وہ اس مضمون کو واضح طور پر بتلا رہا ہے
مگر تعجب ہے حضرات غیر مقلدین نے جمہور اہل سنت کی خلاف ایک گروہ یعنی فقہا کی نسبت بدظنی پیدا کرلی اور
محدثین کی نسبت حسن ظنی کا دعویٰ ہے جسکے لئے کوئی دلیل شرعی ان کے پاس
نہیں مثلاً کہیں کسی آیۃ یا حدیث یا قول صحابی سے یہہ نہیں ثابت ہوتا کہ خاص امام
بخاری مثلاً یا امام مسلم یا امام ترمذی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے جو حدیثا

حدیث استاد سے سنی وہی معتبر ہے مثلاً امام بخاری نے فرمایا حدثنا فلان یعنی فلان
اُستاد نے ہمسے یہہ حدیث بیان کی اب اس امر کا ثبوت کہ فی الواقعہ امام بخاری
نے اپنے اوستاد سے سنا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں ہو سکتا ہاں حسن ظن
سے (جسپر تمام فرقۂ ناجیہ اہل سنت کی بنیاد ہے) ہو سکتا ہے سو جیسا حسن ظن
آئمۂ حدیث کی نسبت اہل سنت کو ہے ویسا ہی آئمہ مجتہدین کی نسبت ہے
مجتہدین حدیث اور فقہ دونوں کو جامع ہیں کیونکہ فقیہہ یعنی مجتہد بغیر محدث بننے کے
ہو نہیں سکتا اجتہاد کی شرایط یہہ ہیں کہ مجتہد علم کتاب اللہ اور علم سنت رسول اللہ
اور اقاویل علمائے سلف اجماع وغیر اجماع اور علم لغت وعلم قیاس سے ماہر ہو
غرض جب علم سنت رسول اللہ کا ہونا منجملہ شرایط اجتہاد ہوا تو جو مجتہد ہو گا وہ
محدث ضرور ہوگا اور محدث بھی کیسا کہ جملہ اقسام احادیث سے واقف ہو چنانچہ
شاہ ولی اللہ صاحب عقد الجید صفحہ ۱۶ میں امام بغوی سے مجتہد کی شرایط نقل
کرتے ہیں فیجب ان یعلم من علم الکتاب الناسخ والمنسوخ والمجمل والمفسر والخاص والعام والمحکم
والمتشابہ والکراہیۃ والتحریم والاباحۃ والندب والوجوب ویعرف من السنۃ ہذہ الاشیاء
ویعرف منہا الصحیح والضعیف والمسند والمرسل ویعرف ترتیب السنۃ علی الکتاب وترتیب
الکتاب علی السنۃ الی آخرہ - پس واجب ہے یہہ کہ جانے مجتہد علم کتاب سے ناسخ اور منسوخ
کو مجمل اور مفسر کو خاص اور عام کو محکم اور متشابہ کو کراہت اور حرام کو اباحت اور مستحب
اور واجب کو اور پہچانے حدیث میں ان چیزوں کو (جو مذکور ہوئیں) اور
پہچانے صحیح حدیث اور ضعیف مسند اور مرسل کو حدیث کو کتاب پر اور
کتاب کو حدیث پر ترتیب دینا جانتا ہو انتہی - غرض تمام اہل سنت کے نزدیک
مجتہد کیواسطے محدث ہونا شرط اول ہے پھر کیا وجہ ہے کہ حضرات غیر مقلدین نے اہل سنت
کے برخلاف ہو کر فقہاء اربعہ اہل سنت پر بدظنی پیدا کی ہے اور اس درجہ بدگمانی کہ محی الدین

کتب فروش وغیرہ نے یہہ دعوی کیا کہ حضرت امام اعظم کو سترہ حدیث سے زیادہ نہیں پہونچیں اور ایک کتاب تاریخ مصنفہ ابن خلدون سے سند پیش کی جنمیں بلفظ یقال کسی مجہول قائل کا قول نقل کیا ہے جسکی عبارت یہہ ہے۔ یقال بلغت روایتہ الی سبعتہ عشر حدیثا اونحوہ کہا جاتا ہے کہ پہونچی روایت امام صاحب کی سترہ حدیث تک یا اسکے قریب۔ اب محی الدین سے یہہ دریافت کرنا چاہئے کہ جمہور علماء اہل سنت حتی کہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل امام جعفر صادق وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم اور جمہور سلف خلف نے جو حضرت امام اعظم کے اجتہاد کو تسلیم کرلیا اور رئیس الفقہا مانا تو محدث ہونیکا بہی اقرار کیا کیونکہ مجتہد ہونیکے واسطے علم احادیث واقوال و آثار صحابہ کا ہونا شرط اول ہے ان سبکا اعتقاد صحیح تہا یا ایک قول مجہول (جسکے قائل کا ہی پتا نہیں اور جسکا ناقل کوئی محدث نہیں بلکہ مورخ ایک تاریخی کتاب میں نقل کرتاہی) سبکے مقابلہ میں درست ہوگیا۔ پہر اسکے یہی یہہ معنی نہیں کہ آپکو علم حدیث نہ تہا بلکہ اسکے معنی یہہ ہیں کہ آپ سے روایت حدیث اسقدر ہوئی اور اسکی وجہ احتیاط تہی جسکو اس قائل نے بہی تسلیم کیاہی چنانچہ بعض صحابہ کبار مثلاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے بہی ایسا ہی ہوا کہ سب سے زیادہ حدیث جانتے تھے اور نہایت کم روایت فرماتے تھے

غرض اس قول مجہول پر بہی نفی علم احادیث نہیں ہوتی پہر جو محی الدین نے دہوکہ دیا اور مسلمانونکو انکے امام کیطرف سے بدظن کرنا چاہا یہہ امر اسلام سے تو بعید ہے مگر محی الدین اور انکے حواریین کا مشرب یہی ہے رات دن اسی کام میں مصروف اور اسی خیال میں مشغوف ہیں کبرت کلمتہ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا مسانید وسماعات امام اعظم سے اگر قطع نظر کیجائے اور صرف تصانیف تلامذہ امام کی دیکھی جاویں جنمیں بذریعہ امام بسند مسلسل اخبار و آثار مروی ہیں جیسے موطا اور کتاب الحج وسیر کبیر امام محمد کتاب الخراج امام ابو یوسف وکتاب الاثار امام محمد تو بہی صدہا روایتیں برآمد ہونگی تیرہ روایتیں تو مسلسل حضرت امام سے صرف موطا ہی میں موجود ہیں مصنف ابن ابی

سنیبہ میں بہت روایتیں بسند متصل حضرت امام سے موجود ہیں شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار طحاوی اور تصانیف دارقطنی و بیہقی میں حضرت امام سے روایتیں موجود ہیں علاوہ ازیں موافق تصریح ابن حجر وغیرہ کے حضرت امام کے مشائخ چار ہزار ہیں کیا چار سے صرف سترہ ہی حدیثیں سنیں فنعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا +

سوال

اس تمام تقریر سابق ولاحق سے جواز تقلید مجتہد واحد کا مسائل استنباطیہ میں ضرور ثابت ہوا مگر وجوب تقلید شخصی کی کیا دلیل ہے +

جواب

وجوب دو قسم کا ہے وجوب بالذات جو ابتداء سے واجب ہو دوم وجوب بالغرض جو بوجہ عروض عوارض واجب ہو گیا ہو وجوب تقلید شخصی قسم دوم سے ہے یعنی اگر مقلدین کو تقلید شخصی چھوڑ دینے اور ہر ایک امام کے مسئلہ پر عمل کرنیکی اجازت دیجائے تو جو مفاد تکلیف شرعی سے ہے وہ اٹھ جائے اور معاملہ شرع شریف بمنزلہ لہو ولعب کے ہو جائے والملاعبۃ مع احکام الشرع حرام والاجتناب عن الحرام واجب فالتقلید واجب۔ اس مضمون کو ملا علی قاری اپنے رسالہ تشییع الفقہاء الحنفیہ میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ بل یجب علیہ حتماً ان یعین مذہباً من ہذہ المذاہب اما مذہب الشافعی فی جمیع الوقائع والفروع واما مذہب مالکؒ واما مذہب ابیحنیفہ وغیرہم ولیس لہ ان یتحیل من مذہب الشافعی فی بعض ما یہواہ ومذہب ابیحنیفۃ فی الباقی ما یرضاہ لانا لو جوزنا ذالک لادی الی الخبط والخروج عن الضبط وحاصلہ یرجع الی نفی التکالیف لان مذہب الشافعی اذا اقتضی تحریم شئی ومذہب ابیحنیفہ اباحۃ ذالک الشئی بعینہ او علی العکس فہو ان شاء مال الی الحل وان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحل والحرام وفی ذالک اعدام التکلیف وابطال فائدتہ واستیصال

قاعدۃ و ذالک باطل انتہی ترجمہ بلکہ واجب ہے ہر ایک مقلد پر ان مذہبوں
میں سے ایک مذہب کا معین کرنا یا تمام واقعات اور فروع میں مذہب شافعی
اختیار کرے یا مذہب مالک یا مذہب ابیحنیفہ وغیرہ اور یہہ جائز نہیں کہ نسبت کرے
مذہب شافعی میں سے بعض خواہشات کی موافق اور مذہب ابیحنیفہ میں سے
باقی پسندیدہ مسائل کی مطابق اسواسطے کہ اگر ہم یہہ جائز رکھیں تو شریعت
میں خبط پیدا ہوگا اور ضبط احکام نہ رہیگا اور انجام اسکا احکام شرعیہ کے
اٹھا دینے کیطرف رجوع کریگا اسواسطے کہ جب مذہب شافعی کی موافق کوئی
چیز حرام ہو اور وہی چیز مذہب ابیحنیفہ میں حلال ہو یا برعکس ہو پس وہ شخص اگر
چاہیگا حلال کیطرف رجوع کریگا اور اگر چاہیگا حرام کیجانب مائل ہوگا پس حلال و
حرام متحقق نہ ہوگا اور اسمیں تکلیف شرعی باطل اور فائدہ اسکا معدوم اور قاعدہ
مفقود ہوگا اور یہہ باطل ہے انتہی - اور یہہ مضمون ملا علی قاری کا ماخوذ ہے
آیتہ کریمہ یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما سے یعنے کفار حلال جانتے ہیں
اسکو ایک سال اور حرام جانتے ہیں ایکسال اور اسی فساد کیطرف حضرت مولانا
شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید کے صفحہ ۱۳۶ میں اشارہ کیا ہے عبارت
بلفظہ یہہ ہے اعلم ان فی الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض
عنہا کلہا مفسدۃ کبیرۃ - ترجمہ جان اے مخاطب ان چاروں مذہبوں کی اتباع
میں بڑی مصلحت ہے اور ان سب سے منحرف ہونے میں بڑا مفسدہ ہے *
بعض غیر مقلدین نے اس عبارت شاہ صاحب کا دو طرح جواب دیا ہے ایک یہہ
کہ صرف تقلید کرنے میں مصلحت اور عدم فساد کا ہونا لکھا ہے اس سے وجوب
ثابت نہیں ہوا دوسرا جواب یہہ دیا ہے کہ چاروں مذہبوں کی تقلید کو لکھا ہے
نہ ایک کے پہلے امر کا جواب الجواب تو یہہ ہے کہ جب موافق کلام شاہ ولی اللہ صاحب

ترک تقلید میں فساد کا پیدا ہونا لازم آیا تو تقلید کرنا واجب ہوا۔ اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ ولا تفسدوا فی الارض۔ نہ فساد کرو زمین میں۔ اور اسی کو وجوب شرعی کہتے ہیں ودونہ خرط القتاد۔ دوسرے امر کا جواب الجواب یہہ ہے کہ شاہ صاحب کی کلام میں ہذہ المذاہب سے اشارہ مذاہب مروجہ کیطرف ہے جنمیں تقلید شخصی رائج ہے چنانچہ کتاب الانصاف شاہ صاحب میں مذہب معین مروج کا ذکر ہے جسکی عبارت یہہ ہی وبعد المائتین ظہر فیہم التمذہب بالمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ہذا ہو الواجب فی ذالک الزمان ترجمہ اور دوسو برس کے بعد اہل سنت میں خاص خاص مجتہدوں کا مذہب ظاہر ہوا اور کم باقی رہا وہ شخص جو نہ بھروسا کرتا ہو خاص ایک مذہب پر اور اُس زمانہ میں یہہ ہی واجب تھا +

دوسری دلیل وجوب تقلید شخصی کی یہہ ہے کہ شرع شریف میں سوای مجتہد کے غیر مجتہد پر اطلاق مفتی کا درست نہیں چنانچہ اس حدیث صحیح مسلم سے ظاہر ہے۔

عن عمرو بن العاص انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتہد ثم اخطا فلہ اجر واحد۔ ترجمہ روایت کیگئی عمرو بن العاص سے سنا اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب حاکم حکم کرے اور اجتہاد پر مصیب ہو تو اُسکو دو اجر ملینگے اور جب حکم کرے پس اجتہاد کرے اور اجتہاد میں خطا ہو اُسکو ایک اجر ملیگا انتہی اس حدیث میں حاکم سے مراد مجتہد ہی جیسا کلمہ شرط اذا اور فا جزائیہ سے ثابت ہی۔ یعنے جب حاکم حکم کا ارادہ کرے تو اجتہاد کرے اگر حاکم سے عام مراد لیں خواہ مجتہد ہو یا غیر مجتہد تب یہہ معنے ہونگے کہ جب حاکم غیر مجتہد حکم کری تو اجتہاد کرے اور یہہ ظاہر البطلان ہے کیونکہ غیر مجتہد کسطرح اجتہاد کر سکتا ہی لہذا جب شریعت میں مجتہد کی سوا غیر مجتہد مفتی نہیں ہو سکتا تو جو شخص درجہ اجتہاد کا نہیں رکھتا ہو گا وہ مستفتی یعنی مقلد ہو گا کیونکہ درمیان میں تیسرا واسطہ نہیں وہو المدعا

اور ہمنے اس حدیث کی شرح میں جوکچھ بیان کیا وہ شرح مسلم امام نووی کی عبارت کا خلاصہ ہے۔ حیث قال اجمع المسلمون علی ان ہذا الحدیث فی حاکم عالم اہل للحکم فان اصاب فلہ اجران اجر باجتہادہ واجر باصابتہ وان اخطأ فلہ اجر باجتہادہ وفی الحدیث محذوف تقدیرہ اذا اراد الحاکم فاجتہد قالوا فاما من لیس باہل للحکم فلا یحل لہ الحکم فان حکم فلا اجر لہ بل ہو آثم فلا ینفذ حکمہ سواء وافق الحق ام لا لان اصابتہ اتفاقیۃ لیست صادرۃ عن اصل شرعی فہو عاص فی جمیع احکامہ سواء وافق الصواب ام لا وہی مردودۃ کلہا ولا یعذر فی شئی من ذالک۔ ترجمہ مسلمانوں کا اجماع ہے اسپر کہ یہہ حدیث اُس حاکم کی نسبت ہی جو عالم احکام ہو حکم کے لایق ہو اگر مصیب ہو اوسکو دو اجر ہیں ایک اجر اجتہاد کا دوسرا اجر اصابتہ کا اور اگر خطا کی تو ایک اجر اجتہاد کا پائیگا اس حدیث میں محذوف ہے اصل اسطرح ہے اذا اراد الحاکم فاجتہد یعنی جب حاکم نے ارادہ کیا اور اجتہاد کیا علماء نے کہا ہے جو شخص حکم کے لایق نہ ہو اُسکو حکم کرنا (فتوی دینا) درست نہیں اگر اُسنے حکم دیا اُسکو کچھ ثواب نہیں بلکہ گنہگار ہے نہیں نافذ ہوگا حکم اسکا خواہ حق کے موافق ہو یا نہ ہو اسواسطے کہ صواب پر پہونچنا اُسکا اتفاقیہ ہے اصل شرعی سے ثابت نہیں وہ تمام احکام میں عاصی ہے موافق ہو صواب کی یا نہ ہو اسکے سب احکام مردود ہیں کسی شی میں وہ معذور نہیں انتہی۔ جب غیر مجتہد مستفتی اور مقلد ٹھیرا تو دو حال سے خالی نہیں یا ہر ایک مجتہد سے فتوی لیگا یا بعض سے صورت اول میں بحالت اختلاف بین المجتہدین ملاعبتہ بالاحکام الشرعیہ یعنی ایک ہی حکم کو حلال جاننا اور اسیکو حرام ماننا لازم آئیگا اور یہہ ممنوع ہے جیسا کہ گذرا۔

اور صورت ثانی میں اس بعض مسئول عنہ پر بہ نسبت دوسری بعض کی مستفتی و مقلد کے نزدیک بوجہ حسن ظن و عقیدت نیک ترجیح ہی یا نہیں اگر نہیں تو ترجیح

بلا مرجح لازم آئیگی وہو غیر جائز اور اگر ترجیح خاص ایک پر ہے تب اُسیکا نام تقلید شخصی ہے اور یہی تقلید جمہور اہل سنت جماعت میں شائع اور معمول بہا ہے ❊

اب اگر یہہ خلجان پیدا ہو کہ جب مفتی ہونے کیواسطے مجتہد کا ہونا شرط ہے جیسا بفحوای حدیث صحیح مسلم اور اُسکی شرح سے واضح ہوا تو تمام عالم میں مابین المشارق والمغارب جسقدر علما فتوی دیتے ہیں اور مسائل بتلاتے ہیں مفتی کہلاتے ہیں اُنکو ہم کیا کہیں اور فتوی اُنکا درست ہے یا نہیں - جواب اسکا یہہ ہے کہ غیر مجتہد جو فتوی دیتے ہیں وہ ناقل اقوال مفتی ہیں فتوی دینا اُنکا درست ہے مگر اُنکو مفتی نہ کہینگے بلکہ ناقل اقوال مفتی یعنی مقلد کہینگے علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں واعلم ان ما ذکر فی القاضی معتبر فی المفتی فلا یفتی الا المجتہد وقد (صفحہ ۶ [illegible] مطبع نولکشور) استقر رای الاصولیین علی ان المفتی ہو المجتہد واما غیر المجتہد فمن یحفظ اقوال المجتہد فلیس بمفت فالواجب علیہ اذا سئل ان یذکر قول المجتہد کابی حنیفۃ علی سبیل الحکایۃ فعرف ان ما یکون فی زماننا من فتوی الموجودین لیس بفتوی بل ہو نقل کلام المفتی لیاخذ بہ المستفتی - ترجمہ جان اے مخاطب جو امور ذکر کئے گئے قاضی کی نسبت وہی مفتی میں معتبر ہیں پس مجتہد کے سوا دوسرا شخص فتوی نہیں دیسکتا کیونکہ علماء اصول کی یہہ راے قرار پا چکی ہے کہ مجتہد ہی مفتی ہوگا اور غیر مجتہد جو اقوال مجتہد یاد رکھتا ہو اسکا نام مفتی نہیں جب سوال کیا جائے اسپر واجب ہے کہ بطور حکایۃ مجتہد کا قول نقل کردے مثلاً ابیحنیفہ پس جانا گیا کہ ہمارے زمانہ میں جو علماء موجودین کا فتوی ہے وہ فی الواقع فتوی نہیں بلکہ مفتی کی کلام کی نقل ہے تاکہ مستفتی کو حال معلوم ہو انتہی ❊

تیسری دلیل تقلید شخصی کی جو مشتمل ہے آیۃ اور حدیث اور اجماع ثبوت تقلید شخصی کا اس دلیل میں ہر سہ دلائل شرعیہ سے دیا جاتا ہے

آیتہ سے اسطرحپر قال اللہ تعالیٰ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا الآیتہ یعنے جو کچھ حکم تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین اسکو اختیار کرو اور جس سے منع کریں باز رہو موافق مضمون آیتہ ہذا جو حکم حضرت رسول اللہ کا ہے وہی حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجتہ۔ ترجمہ پیروی کرو گروہ کثیر مومنین صالحین کی پس جو شخص الگ رہا دوزخ میں گرا اور تقلید شخصی کو اختیار کیا ہے گروہ کثیر مومنین صالحین نے اسی حدیث سے تقلید کا اثبات کیا ہے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید کے صفحہ ۳۸ میں عبارت یہہ ہے ۔ وثانیہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاہب الحقتہ الا ہٰذہ الاربعتہ کان اتباعہا اتباعاً للسواد الاعظم والخروج عنہا خروجاً عن السواد الاعظم۔ ترجمہ دوسری دلیل تقلید کی یہہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی کرو گروہ کثیر مومنین صالحین کی اور جبکہ سوائے مذاہب اربعہ اور کوئی مذہب حق باقی نہ رہا انکا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہوگا اور انسے نکلنا سواد اعظم سے نکلنا ہوگا۔

تنبیہہ

بعض حضرات غیر مقلدین حدیث مذکور کے مقابلہ پر یہہ کہکر اپنے نزدیک جواب دیتے ہیں کہ سواد اعظم جنکے اتباع کا حکم ہے وہ مقلدین ائمہ اربعہ نہیں بلکہ غیر مقلدین صالحین ہیں یہہ خیال اُنکا محض غلط ہے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے اسی حدیث سے تقلید ائمہ اربعہ ثابت کی اور سواد اعظم سے گروہ مقلدین مراد لیا۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔

جب یہہ ثابت ہوا کہ سواد اعظم اہل سنت جماعت نے تقلید ہی کو اختیار کیا اور مقلد کہلائے تب اسی کا نام اجماع ہے قال الامام حجتہ الاسلام

فی احیاء العلوم لم یذہب احد من المحصلین الی ان المجتہد یجوز لہ ان یعمل بموجب اجتہاد غیرہ ولا الی ان الذی ادی اجتہادہ فی التقلید الی شخص راہ افضل العلماء ان یاخذ بمذہب غیرہ بل علی کل مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل فان مخالفتہ متفق علی کونہ منکراً بین المحصلین - ترجمہ نہیں گیا کوئی محصلین (علماء معتبرین) میں سے اس جانب کہ مجتہد کے واسطے دوسرے مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرنا جائز ہو اور نہ کوئی اس جانب گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی مجتہد کو افضل جانکر تقلید کری پھر وہ دوسرے مجتہد کے مذہب پر عمل کرے بلکہ ہر مقلد کے ذمہ اس کے مجتہد کا اتباع لازم ہے اور مخالفت کرنیکی ممانعت پر سب علما کا اتفاق ہے اور فتح القدیر میں امام ابن ہمام فرماتے ہیں - انعقد الاجماع علی عدم العمل بالمذاہب المخالفۃ للائمۃ الاربعۃ اور صاحب بحرالرائق نے کتاب اشباہ والنظائر میں تحریر فرمایا - من خالف الائمۃ الاربعۃ فہو مخالف الاجماع - پس جس شخص نے باوجود نہ ہونے ملکۂ اجتہاد کے تقلید کو ترک کیا اُسنے اجماع کے خلاف کیا اور اجماع کا مخالف خدا اور رسول کا مخالف ہے

سوال

اجماع کی تعریف یہہ ہے ہو اتفاق المجتہدین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی عصر علی حکم شرعی یعنی مجتہدین امۃ مرحومہ کا اتفاق کرنا ایک زمانہ میں حکم شرعی پر - اس تعریف سے اجماع کے واسطے دو امر کا ہونا ضروری ہے ایک مجتہدین کا اجماع کرنا دوسرے اُن کا ایک زمانہ میں ہونا لہذا اگر مجتہدین اربعہ کا اجماع مراد لیں تب تو اتحاد زمانہ نہیں پایا جاتا اور اگر اُنکی مقلدین کا اجماع مراد لیں تب شرط اول نہیں پائی جاتی پھر ان علماء نے کسطرح اجماع کا اطلاق کیا +

جواب

اجماع میں جو مجتہدوں کا ہونا شرط ہے عام ہے اس سے کہ مجتہد مستقل ہوں یا مجتہد منتسب و مجتہد فی المذہب ہوں اسیواسطے علامہ آمدی نے اجماع کی یہہ تعریف کی ہے وہو ای الاجماع اتفاق اہل الحل والعقد من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بعد کہا والمراد باہل الحل والعقد المجتہدون فی الاحکام الشرعیۃ الموجودون فی عصر واحد اب خلاصہ جواب کا یہہ ہوا کہ انحصار تقلید مذاہب اربعہ پران علماء نے اجماع کیا جو مصداق اہل حل وعقد وقریب الاجتہاد تھے جیسی احیاء العلوم وغیرہ سے معلوم ہوا اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب امام غزالی امام الحرمین وغیرہما کو رسالہ انصاف میں زمرہ مجتہدین میں لکھتے ہیں پہر انکا اجماع کرنا یا اجماع کا نقل کرنا حسب قاعدہ علم اصول صحیح اجماع ہوا عبارت انصاف کی یہہ ہے ـ وصرح غیر واحد من الائمۃ بان ابن الصلاح وامام الحرمین والغزالی بلغوا رتبۃ الاجتہاد المطلق وما وقع فی فتاوی ابن الصلاح انہم بلغوا رتبۃ الاجتہاد فی المذہب فمراده انہم کانت لہم درجۃ الاجتہاد المنتسب دون المستقل کذا فی المدار الحق صفحہ ۲۳۳ ترجمہ اور تصریح کی ہے کئی اماموں نے اس امر کی کہ ابن صلاح اور امام غزالی اور امام حرمین مجتہد کے مرتبہ کو پہونچگئے تھے اور جو فتاوی ابن صلاح میں یہہ لکھا ہے کہ وہ مجتہد فی المذہب کے مرتبہ کو پہونچا ہے مراد اوسکی یہہ ہے کہ انکو مجتہد منتسب کا درجہ حاصل تھا مطلق کا نتھا انتہی ـ

سوال

امام حجۃ الاسلام کی عبارت اور شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہم کے کلام سے ہرچند تقلید شخصی کا ثبوت اجماع امت سے ہوا مگر اسکا کیا جواب ہے جو شیخ عبد العظیم ابن ملا فروخ مکی نے قول سدید کے شروع میں لکھا ہے اعلم انہ لم یکلف اللہ تعالی

احداً من عبادہ بان یکون حنفیاً او مالکیاً او شافعیاً او حنبلیاً یعنے اللہ تعالیٰ نے نہیں تکلیف دی اپنے بندوںمیں سے کسیکو اس امر کی کہ حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی ہو +

جواب

شیخ عبد العظیم ہی کے کلام سے اس سوال کا جواب بھی واضح ہے کیونکہ قول حدید کے اسی صفحہ میں فرماتے ہیں جو احکام ایسے ہیں کہ انمیں نظر و استدلال یعنے اجتہاد کی ضرورت ہے انمیں غیر مجتہد کو مجتہد کا اتباع واجب ہے عبارت بلفظہ یہہ ہے ومن لم یکن لہ قدرۃ وجب علیہ اتباع من ارشدہ الی ما کلفنا بہ فمن ہو من اہل النظر والاجتہاد والعدالۃ الی قولہ فاسئلوا اہل الذکران کنتم لا تعلمون مفصل عبارت اور ترجمہ پہلے گذر چکا غرض دونوں عبارتوں سے یہہ ہے کہ فی الواقع ابتداءً اللہ جل شانہ نے حنفی مالکی بننے کا حکم نہیں دیا لیکن جب وقت ہوئے علم و درجہ استنباط کے یہہ ارشاد فرمایا۔ فاسئلوا اہل الذکران کنتم لا تعلمون تو غیر مجتہد پر موافق حکم آیۃ ہذا مجتہد کا اتباع واجب ہوا اور اسی حکم آیۃ ہذا کے مطابق علماء امت نے غیر مجتہد کے واسطے تقلید مجتہد پر اجماع کیا جیسا کہ احیاء العلوم وغیرہ سے معلوم ہوا +

سوال

علامہ ابن حزم نے جو یہہ لکھا ہے کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں تقلید شخصی مروج نہ تھی بلکہ ہر ایک شخص مختار تھا جس سے چاہے مسئلہ دریافت کرے اگر یہہ قول صحیح ہے (جیسا مقلدین ذالک العلامہ یعنی منکرین تقلید ائمہ اربعہ بار بار زبان پر لاتے ہیں) تو امام حجۃ الاسلام اور شاہ ولی اللہ صاحب کے اقوال کی صحت کسطرح ہوگی +

جواب

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے کتاب الانصاف اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے تفسیر مظہری میں بتحقیق تقلید میں جو تقریر لکھی اس سے سوال ہذا کا جواب پیدا ہوگیا عبارت

رسالہ انصاف کی یہ ہے وبعد المائتین ظہر بینہم التمذہب للمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ہذا ہو الواجب فی ذالک الزمان ترجمہ اور دو سو برس کے بعد اہل سنت میں خاص خاص مجتہدوں کا مذہب ظاہر ہوا اور کم باقی رہا وہ شخص جو نہ اعتماد رکھتا ہو خاص ایک مجتہد کے مذہب پر اور اس زمانہ میں یہی واجب تھا انتہی اس عبارت میں شاہ صاحب نے علامہ ابن حزم کے مطلب کو بھی صحیح بتلا دیا کہ دو سو برس سے پہلے تقلید نہ تھی اور دو سو برس کے بعد موافق تصریح امام حجۃ الاسلام تقلید شخصی پر اجماع کا ہونا بھی بتلا دیا کیونکہ جس جانب اکثر علما ہوئے اسکو اجماع کہتے ہیں یہ دونوں امر بیان کرکے پھر شاہ صاحب نے اپنی رائے کے موافق وجوب تقلید شخصی کا فتوی بھی دیدیا وکان ہذا ہو الواجب فی ذالک الزمان ۔ اضحوکہ مصنف رسالہ ہدایت الشفیق اس عبارت شاہ صاحب کی یہ تاویل فرماتے ہیں کہ ذکر رواج تقلید شخصی کا شاہ صاحب نے بطور ناسفت وافسوس نقل کیا ہے نہ بطریق فتوی کے سبحان اللہ کیا خوب فہم رسا ہے اگر شاہ صاحب کو افسوس ظاہر فرمانا مقصود تھا تو بجائے وکان ہذا ہو الواجب کے وکان لا ینبغی ذالک فرماتے صریح وجوب کا فتوی کیوں دیتے +

اور تفسیر مظہری کی عبارت یہ ہے فان اہل السنۃ قد افترقت بعد القرون الثلثۃ او الاربعۃ علی اربعۃ مذاہب ولم یبق فی الفروع سوی ہذہ المذاہب الاربعۃ فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول یخالف کلہم وقد قال اللہ تعالی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا ترجمہ پس تحقیق اہل سنت متفرق ہو گئی یعنی فرقہ مثلاً حنفی یا شافعی بنگئے قرون ثلاثہ یا اربعہ کے بعد چار مذہبوں میں اور فروع میں ان چاروں کے سوا اور کوئی مذہب باقی رہا پس بے شک منعقد ہوا اجماع مرکب اُس شخص کے قول کے باطل ہونے پر جو ان سب کے مخالف کرے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے جو مومنوں

کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلیگا پہیر دینگے ہم اُسکو اُسیطرف جسکو وہ دوست لکھتا ہے پہر اُسکو دوزخ میں داخل کر دینگے اور بری بازگشت ہے وہ انتہی قاضی صاحب نے بھی علامہ ابن حزم کا قول تسلیم کرکے پھر ماتیتین کے بعد تقلید شخصی پر اجماع ہونا ثابت کر دیا ✣

سوال

مابین اقوال جمہور علمار علامہ ابن حزم تناقض بے شک رفع ہو گیا یعنی جمہور علما نے جو عمل درآمد علمار امت تقلید شخصی کی نسبت ظاہر کیا وہ بعد قرون اربعہ کے واقع ہوا اور علامہ ابن حزم نے جو تقلید کا رائج ہونا بتلا دیا وہ اس زمانہ سے پہلے تھا مگر اسکا کیا سبب ہے کہ زمانہ صحابہ میں تقلید شخصی کی ضرورت ہی نہ ہوئی اور نہ عمل درآمد کی نوبت پہنچی ✣

جواب

زمانہ صحابہ میں تدوینِ مسائل اور ضبط قواعد کسی ایک مجتہد کا ایسا نہ ہوا تھا جو جوائج مستفتین کو کافی ہوتا پھر مقلد کا کسی ایک مجتہد کی تقلید کرنا ناممکن اور باعث حرج عظیم تھا چنانچہ فرمایا ہے ملا علی قاری نے رسالہ تشییع الفقہاء الحنفیین فان قیل الیس فی عہد الصحابۃ کان الواحد من الناس مخیرا فی ان یاخذ فی بعض الوقائع بمذہب الصدیق الاکبر وفی بعض آخر بمذہب الفاروق قلنا انما کان کذلک لان اصول الصحابۃ لم تکن کافیۃ لعامۃ الوقائع ولا شاملۃ لکافۃ المسائل لانہم لم یتفرغوا الی تفریع التفاریع وتمہید الاصول والتفاصیل فلاجل الفرقۃ یحل للمقلدین اتباع الصدیق الاکبر فی بعض الوقائع واتباع الفاروق فی بعض آخر واما فی اماننا فمذاہب الائمۃ الاربعۃ

Scanned with CamScanner

کفایۃ بمعرفتہ الکل فلا ضرورۃ الی اتباع امامین انتہیٰ۔ **ترجمہ** پس اگر کہا جاوے کیا صحابہ کے زمانہ میں یہہ اختیار نہیں تہا کہ ایک شخص بعض مسائل میں صدیق اکبر کا مذہب اختیار کرے اور بعض دوسروں میں مذہب فاروق اختیار کرے جواب اسکا یہہ ہے یہہ امر اسواسطے تہا کہ صحابہ کے اصول عام و تہ انکو کافی نہ تہے اور نہ سب مسئلوں کو شامل تہے کیونکہ وہ نہیں فارغ ہوئے تہے واسطے تفریع فروع کے اور نہ واسطے تمہید اصول اور تفاصیل کی پس ضرورت کے سبب متقدمین کو بعض مسائل میں اتباع صدیق اکبر کا جائز تہا اور بعض دوسروں میں اتباع فاروق اعظم کا لیکن ہمارے زمانہ میں چاروں امام کے مذہب تمام کے پہچاننے کو کافی ہیں پس نہیں ضرورت دو اماموں کے پیروی کرنیکی انتہیٰ +

سوال

پہر علامہ ابن حزم کا مسلک جو بالفعل حضرات غیر مقلدین میں رائج ہو گیا ہے صحیح ہوا یا غلط ٹھہرا +

جواب

جب یہہ امر محقق ہو چکا کہ بعد المائتین تقلید شخصی کا رواج ہوا اور اسی پر علمانے اجماع کیا جیسا مولانا شاہ ولی اللہ و قاضی ثناء اللہ علیہما رحمۃ اللہ وقضیہما نے بیان فرمایا تو اب مسلک مذکور کے غلط اور خلاف اجماع ہونے میں کیا شک باقی رہا +

چنانچہ علامہ ابن حزم کے اسی قول کو شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید کے صفحہ ۴۲ میں نقل کر کے غلط ثابت کیا ہے عبارت بلفظہ یہہ ہے۔ فما ذہب الیہ ابن حزم حیث قال التقلید حرام الی آخرہ انما یتم فیمن لہ ضرب من الاجتہاد ولو فی مسئلۃ واحدۃ وفیمن ظہر علیہ ظہوراً بیناً ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بکذا ونہی عن کذا وانہ لیس بمنسوخ **ترجمہ** ابن حزم کا یہہ قول کہ تقلید حرام ہے اس شخص کے حق میں درست ہو سکتا ہے جو درجہ اجتہاد کا رکھتا ہو اگرچہ ایک ہی مسئلہ میں ہو اور اس شخص کے حق میں جسپر خوب ظاہر ہو جائے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا حکم دیا اور اس سے منع فرمایا اور یہہ منسوخ نہیں انتہی +

مطلب عبارت شاہ صاحب کا یہہ ہے کہ ابن حزم کا یہہ کہنا کہ تقلید حرام ہے درست نہیں مگر دو صورتوں میں درست ہو سکتا ہے ایک تو یہہ کہ کسی شخص کو اجتہاد کا درجہ حاصل ہو خواہ ایک ہی مسئلہ میں ہو دوسرے یہہ کہ یقیناً کسی پر ظاہر ہو جائے کہ یہہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور منسوخ نہیں ہے +

اب اس امر کا معلوم ہونا کہ یہہ حدیث صحیح اور منسوخ نہیں ہر ایک کا کام نہیں بلکہ فی الواقع بڑے متبحر کا کام ہے یعنی جسکو اس مسئلہ کے متعلق تمام احادیث اور اقوال موافق و مخالف کا ضبط ہو اگر ایسا مرتبہ حاصل ہو پھر بے شک تقلید چھوڑ دی اور حدیث پر عمل کرے چنانچہ یقیناً اُس حدیث کی صحت اور غیر منسوخ ہونیکی صورت شاہ صاحب نے اسی جگہ یہہ لکھی ہے اما ان یتتبع الاحادیث واقوال المخالف والموافق فی المسئلۃ فلا یجد لہا نسخاً او یری جماً غفیراً من المتبحرین فی العلم یذہبون الیہ ویری المخالف لہ لا یحتج الا بقیاس او استنباط او نحو ذالک فحینئذ لا سبب لمخالفۃ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا نفاق خفی او حمق جلی ترجمہ یا اس مسئلہ میں اقوال موافق اور مخالف اور تمام احادیث کا ضبط کر لیا ہو پھر اُسکا ناسخ نہ پایا ہو یا بڑے عالموں کی جم غفیر کو پایا ہو کہ اُس مسئلہ کے موافق ہیں اور دوسری جانب کوئی دلیل نہیں بجز قیاس اور استنباط وغیرہ کے پس ایسی حالت میں کوئی وجہ نبی صلعم کی حدیث سے مخالفت کرنیکی نہیں بجز پوشیدہ نفاق اور ظاہر حماقت کے انتہی +

منصفان غیر مقلدین اس عبارت شاہ صاحب ممدوح کو بغور ملاحظہ فرمائیں کہ تقلید کے ترک کرنیکو صرف دو صورتوں میں منحصر کیا ہے جو دونوں مجتہد ہی کے متعلق ہیں پہلی صورت میں تو مجتہد کا لفظ موجود ہے اور دوسری صورت یعنے تتبع تمام احادیث و اقوال موافق و مخالف متعلقہ مسئلہ کا حاصل ہونا بھی فی الواقع گویا مجتہد ہی کا کام ہے +

غیر مقلدین شاہ صاحب کے کلام سے اسوقت سند لیسکتے تھے کہ شاہ صاحب یہہ فتوی لکھہ جاتے کہ جب کوئی حدیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم یا دونوں میں موجود ہو تو مقابلہ میں ائمہ اربعہ کی تقلید ترک کر دو اذ لیس فلیس ✤

سوال

اکثر غیر مقلدین یہہ مشہور کرتے ہیں کہ مذہب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر مسائل احادیث کے مخالف ہیں اس قول کی کچھہ اصلیت ہے یا محض افترا ہے

جواب

یہہ محض افترا و بہتان اور دروغ و ہذیان ہے چنانچہ امام عبد الوہاب شعرانی میزان کبری میں فرماتے ہیں اعلم یا اخی انی طالعت و بحمد اللہ ادلۃ المذاہب الاربعۃ وغیرہا لا سیما مذہب الامام ابی حنیفۃ فانی خصصتہ بمزید اعتناء و طالعت علیہ کتاب تخریج احادیث الہدایۃ للزیلعی وغیرہ من الشروح فرئیت ادلتہ و ادلۃ اصحابہ ما بین صحیح او حسن او ضعیف کثرت طرقہ حتی لحق بالحسن او الصحیح فی صحۃ الاحتجاج بہ من ثلاثۃ طرق او اکثر الی عشرۃ و قد احتج جمہور المحدثین بالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقہ والحقوہ بالصحیح تارۃ و بالحسن اخری انتہی ملخصاً اے مخاطب جان خدا کا شکر ہے کہ مینے چاروں مذہب وغیرہ کے دلائل کا مطالعہ کیا خاص امام ابیحنیفہ کے مذہب کو مینے اسکو زیادہ ارادہ سے خاص کیا اور مطالعہ کیا مینے کتاب تخریج احادیث ہدایہ کو جو امام زیلعی کی تصنیف سے ہے اور اسکے سوا اور شروح کو پس دیکھا مینے امام اعظم اور انکے اصحاب کی احادیث کو ما بین صحیح اور حسن اور اُس ضعیف کے جو کئی طریقہ سے روایت کیگئی ہو یہانتک کہ حسن اور صحیح سے ملگئی ہو دلیل پکڑنے کے درجہ میں تین طریقوں سے یا زیادہ سے دس تک طریقوں سے روایت کیگئی ہو اور تحقیق دلیل پکڑی جمہور محدثین نے

اُس حدیث ضعیف کے ساتھہ جو کسی طریقہ سے سند بنا لیتی ہو کبھی اسکو صحیح کے
ساتھہ ملادیا اور کبھی حسن کے ساتھہ انتہی ۞

دوسری اس قول کے افترا ہونیکی دلیل یہہ ہے کہ شیخ محی الدین کتب فروش
لاہوری نے اپنی کتاب ظفر المبین کے حصہ اول بارہویں مغالطہ میں سو مسائل جزئیہ
ذکر کئے ہیں جنمیں ہر ایک مسئلہ کی نسبت یہہ دعوی کیا ہے کہ اسمیں امام اعظم نے
حدیثوں کے خلاف کیا حالانکہ ان سو میں سے ایک مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جسمیں
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے موافق حدیث مرفوع یا مرسل موجود نہو اگر کوئی مسئلہ
ایک حدیث کے مخالف ہے تو دوسری حدیث کے موافق ہے جسکا دل چاہے
ظفر المبین کے ہر دو جواب الفتح المبین و نصرۃ المجتہدین کو دیکھکر معلوم کرے مولف
ظفر المبین شیخ محی الدین ہرچند سنی ہونیکا دعوی کرتے ہیں اور ہم بھی اس
دعوی کے مکذب نہیں اُنکے اقرار کے مطابق اُنکو سنی ہی کہتے ہیں مگر اسمیں
شک نہیں کہ یہہ کارروائی اُنکی ایسی ہی ہے جیسے علماء روافض قدیم سے
اہل سنت کے ساتھہ مذاہب اربعہ سے بدظن کردینے کو کرتے چلے آئے ہیں
اور اکثر غیر مقلد بھی جنکو یہہ احقر العباد نیک جانتا ہے محی الدین کی
اس کارروائی سے نہایت ناراض ہیں اور ہمنے اس طریقہ کو طریقہ روافض
سے اس واسطے تشبیہ دی کہ مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تحفہ
میں بھی کیفیت بعینہ علماء روافض کی بیان فرماتے ہیں +

کید سے ام بعضی علماء ایشان سعی بلیغ کنند در ابطال مذاہب فقہاء
اربعہ مابین طریق کہ یک مذہب را سراً باطل کنند و سر مذہب دیگر را جہراً چنانچہ
کتابے دیدہ شد کہ یکی از علماء ابن فرقہ نوشتہ است و خود را در ان شافعی قرار دادہ
و رد و قدح دلائل مذاہب ثلاثہ بنیادنہ و چوں باثبات مذہب شافعی رسیدہ

دراینجا بدلائل ضعیفه وقیاسات مردوده تمسک جسته وتاویلات بعیده اختیار نموده که
دیگران آن دلائل وقیاسات را مسلم نه دارند مثلاً قیاس طرد وقیاس شبه وقیاس مناسب که
عند الحنفیه مثلاً معتبر نیستند باز حدیثی می آرد ومخالفت آن قیاس وجواب میدهد
که این حدیث مخالف قیاس است وهر حدیث که مخالف قیاس است متروک
الظاهر است گویا تصنیف این کتاب بمعنی برامری همین است که بنیان قیاس را
بر حدیث تقدیم کنند برای آنکه ابطال مذاهب ثلاثه بدلائل شافعیه نماید ومذهب
شافعی را بدلائلی ثابت کند که هر سامع وناظر به سستی وضعف وذهن اتهام آن پی برد
پس در نظر او همه مذاهب اهل سنت بهم شوند واین کید ایشان بسیار مخفی است
علماء سنیان وفاجر زند ودیگران و سراسیمه شوند انتهی بلفظه الشریف +

خلاصہ عبارت تحفہ کا یہہ ہے کہ علماء روافض ہمیشہ سے اس امر کے ساعی رہے
ہیں کہ کسیطرح اہل سنت کو انکے مذاہب اربعہ سے برگشتہ کریں اور برگشتہ کرنیکی یہہ
صورت پیدا کی کہ عوام کے سامنے ایک مسئلہ فقہیہ کسی مذہب حنفی یا شافعی
وغیرہ کا ذکر کیا اور کہدیا کہ یہہ حدیث کے مخالف ہے یا آپ ہی یہہ کہدیا کہ جو
حدیث قیاس یعنے مسئلہ اجتہادی کے مخالف ہو وہ متروک الظاہر ہے شاہ صاحب
فرماتے ہیں کہ روافض کے اس فریب نے علماء اہل سنت تک کو پریشان اور حیرت
زدہ کیا ہے اب اس تمام مطلب کو شیخ محی الدین اور انکے ہم مشرب بہ نظر انصاف
معلوم کریں اور بتلائیں کہ روافض کی کارگذاری اور انکی کارروائی
میں کتنا فرق اور کونسا مابہ الامتیاز ہے

سوال

یہہ تو معلوم ہو گیا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مسائل قرآن و حدیث سے ثابت ہیں
مگر بعض محدثین نے جو بعض احادیث ماخوذہ مذہب حنفی کو ضعیف ثابت کیا ہے

اس سے دلائل مذہب حنفی کا ضعف ثابت ہوتا ہے **جواب** امام شعرانی و دیگر
علماء محققین نے اس اعتراض کا یہہ جواب دیا ہے کہ جن احادیث میں محدثین متاخرین
نے ضعف ثابت کیا وہ ضعف اُن روایوں میں ثابت ہوا جو زمانہ حضرت امام کے
بعد ہوئے اس سے امام کے استدلال میں ضعف لازم نہیں آتا عبارت میزان کبریٰ
امام شعرانی کی یہہ ہے۔ فان قیل اذا قلتم بان ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفۃ
رضی اللہ عنہ لیس فیہا شئی ضعیف لسلامۃ الرواۃ بینہ وبین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من الصحابۃ والتابعین من الجرح فما جوابکم عن قول بعض الحفاظ عن
شئی من ادلۃ الامام ابی حنیفۃ بانہ ضعیف فالجواب یجب علینا حمل ذالک جرحًا
علی الرواۃ النازلین عن الامام فی السند بعد موتہ رضی اللہ عنہ اذا و اذا الحدیث
من طریق غیر طریق الامام اذ کل حدیث وجدناہ فی مسانید الامام الثلثۃ فہو صحیح
لانہ لولا صح عندہ ما استدل بہ ولا یقدح فیہ وجود کذاب او متہم بکذب مثلا فی
سندہ النازل عن الامام وکفانا صحۃ الحدیث استدلال مجتہد بہ ثم یجب علینا العمل
بہ ولو لم یروہ غیرہ **ترجمہ** اگر کوئی اعتراض کرے جب تمنے یہہ کہا کہ امام
ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے دلائل ضعیف نہیں کیونکہ درمیان
امام کے اور درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صحابہ اور تابعین
راوی ہیں وہ جرح سے سالم ہیں پس کیا جواب ہے تمہارا بعض حفاظ حدیث
کے اس قول کا کہ امام ابو حنیفہ کی بعض دلیلیں ضعیف ہیں تو جواب اسکا یہہ ہے
کہ واجب ہے ہمیں حمل کرنا اسی قول کا یقیناً اُن راویوں پر جو سند میں امام
کے بعد انکی وفات کے پیچھے ہیں کہ روایت کیا انہوں نے اس حدیث کو
ایسے طریق سے جو طریق امام کے خلاف ہے اسواسطے کہ جس حدیث کو
امام کی تینوں سندوں میں پایا وہ صحیح ہے کیونکہ اگر امام کے نزدیک صحیح ہوتی

تو اس سے دلیل نہ پکڑتے اور امام کے بعد سند میں کذاب یا متہم بکذب راوی
لگے ہونے سے امام کی دلیل میں طعن نہیں ہو سکتا اور کفایت کرتا ہے ہمکو حدیث
کے صحیح ہونیکے لئے مجتہد کا اس سے دلیل پکڑنا پھر واجب ہے ہمکو اسپر عمل کرنا
اگرچہ نہ روایت کیا ہو اُسکو کسی دوسرے نے انتہی ۔ اور صفحہ ۷۷ میں
فرماتے ہیں وها انا قد ابنت لک عن صحة ادلة مذهب امام الاعظم ابی حنیفة
رضی اللہ عنه وان جمیع ما استدل به لمذهبه اخذه عن خیار التابعین وانه لا یتصور
فی سنده شخص متهم بکذب ابدا وان قیل بضعف شیء من ادلة مذهبه فذلک الضعف
انما هو بالنظر للرواة النازلین فی سنده بعد موته وذلک لا یقدح فی ما اخذ الامام
عند کل من استصحب النظر فی الرواة وهو صاعد الی النبی صلی اللہ علیه وسلم الی قوله
فاترک یا اخی التعصب علی الامام ابی حنیفة واصحابه رضی اللہ عنهم اجمعین وایاک
وتقلید الجاهلین باحواله وما کان علیه من الورع والزهد والاحتیاط فی الدین فتقول
ان ادلته ضعیفة بالتقلید فتحشر مع الخاسرین وتتبع ادلته کما تتبعتها تعرف ان
مذهبه رضی اللہ عنه من اصح المذاهب کبقیة مذاهب المجتهدین رضی اللہ عنهم
اجمعین وان شئت ان یظهر لک صحة مذهبه کالشمس فی الظهیرة لیس دونها
سحاب فاسلک طریق اهل اللہ تعالی علی الاخلاص فی العلم والعمل حتی تقف علی
عین الشریعة التی قدمنا ذکرها فی اوائل الکتاب فهناک ترى جمیع مذاهب العلماء
واتباعهم تتفرع منها ولیس مذهب اولی بها من مذهب ولا ترى من اقوال المذاهب
قولا واحدا خارجا عن الشریعة فرحم اللہ من لزم الادب مع الائمة کلهم واتباعهم
فان اللہ تعالی جعلهم قدوة للعباد فی سائر اقطار الارض انتهی ملخصا ۔

ترجمہ اور جبکہ ظاہر کر دیا میں نے تیرے واسطے صحت مذہب امام اعظم اور اس امر کو کہ
تحقیق تمام وہ دلائل جو امام نے اپنے مذہب کیواسطے اختیار کی عمدہ تابعین کی اور علماء کی

سند میں جھوٹا راوی نہیں ہو سکتا اور جو کسی دلیل میں ضعف معلوم ہو اسو یہہ ضعف بہ نسبت اُن راویوں کے ہے جو امام کی وفات کے بعد سند حدیث میں امام سے نیچے ہیں اور اس سے امام کی دلیل پر طعن نہیں ہو سکتا ہر اُس شخص کے نزدیک جو بغور روایوں کو دیکھے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اسکے بعد فرمایا اے بہائی چھوڑ تعصب امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب پر (اللہ ان سب سے راضی ہو) اور انکی پیروی سے پرہیز کر جو امام کے حال اور آثار اور احتیاط فی الدین سے جاہل ہیں ایسا نہ ہو کہ تو تقلید سے یہہ کہہ بیٹھے کہ امام کے دلائل ضعیف ہیں پس اٹھایا جائیگا تو ٹوٹا پانے والوں کے ساتھہ اور تفحص کر امام کے دلائل کا جیسا تفحص کیا ہمنے پہچان لیگا تو کہ امام رضی اللہ عنہ کا مذہب تمام مذاہبوں سے صحیح ہے جیسا اور مذاہب بھی صحیح ہیں (راضی ہو اللہ سب سے) اور اگر تو یہہ چاہیئے کہ صحت مذہب امام اعظم آفتاب کیطرح تیری اوپر ظاہر ہو جائے تو اہل اللہ کا طریقہ اختیار کر علم اور عمل میں خلاص پیدا کر تا تجھکو شریعت کا چشمہ نظر آجائے جسکا ہمنے اول کتاب میں ذکر کیا ہے اسجگہ تو دیکھیگا تمام علماء اور انکے اتباع کے مذاہب اسی سے نکلتے ہیں اور نہیں ایک مذہب بہتر دوسرے مذہب سے اور نہیں دیکھیگا تو اقوال مذاہب میں سے ایک قول کہ اس چشمہ شریعت سے جدا پس رحم کرے اللہ اس شخص پر جسنے لازم پکڑا ادب تمام اماموں اور انکے پیروؤں کے ساتھہ کیونکہ اللہ تعالی نے تمام اطراف زمین میں اُنہیں کو پیشوا بنایا ہے انتہی +

سوال

کوئی ایسی صورت بھی ہے جسمیں مقلد اپنے امام کا مذہب چھوڑ دے

جواب

تین صورتوں میں تقلید کی ضرورت نہیں ایک یہہ کہ کوئی شخص درجہ اجتہاد کا رکھتا ہو

Scanned with CamScanner

حتی کہ ایک ہی مسئلہ میں ہو دوسری مقلد کو ایسی ضرورت پیش آوے کہ دوسرے امام کے مسئلہ پر عمل کئے بغیر چارہ نہ دیکھی جیسے کنوئی کے پانی کا مسئلہ ہے تیسری جبکہ کسی شخص پر اس امر کا ظہور بین ہو جاوے کہ امام کو اس مسئلہ میں حدیث نہیں ملی اور یہہ یقین اسوقت ممکن ہے کہ تمام احادیث و آثار و اقوال موافق و مخالف و ناسخ و منسوخ مجمل و مفسر محکم و متشابہ وغیرہ اقسام احادیث سے واقفیت ہو جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کی کلام جو قبل ازیں نقل ہو چکی ہے اسپر دلالت کرتی ہے اور اس قسم کا علم جسکو حاصل ہوگا وہ تقریباً درجہ اجتہاد رکھتا ہوگا اور جہاں کہیں علمائے تقلید چھوڑ دینے کی اجازت دی ہے وہ انہیں تین صورتوں میں دی ہے غیر مقلدین غلطی سے اسکو عام موقعوں پر محمول کر کے اجماع اہل سنت کے خلاف کرتے ہیں اور یہہ مقلدین پر تہمت لگاتے ہیں کہ وہ ایسی حالت میں بھی حدیث پر عمل نہیں کرتے مگر ابتک جسقدر تتبع اور تفحص کیا گیا ایسا مسئلہ فقہ حنفی کا نظر سے نہیں گذرا جسکی سند صحیح یا اسکا ماخذ قران و حدیث میں موجود نہ ہو بلکہ مذہب حنفی زیادہ تر موافق ہے قران و حدیث کے چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ہی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری و اصحابہ ترجمہ معلوم کرادیا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مذہب حنفی میں نہایت عمدہ طریقہ ہے جو ان طرق مسنونہ کے زیادہ تر موافق ہے جو زمانہ امام بخاری اور دیگر محدثین میں جمع کیے گئے انتہی *

اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مکتوبات کی جلد ثانی میں مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ بہ برکت ورع و تقوی و دولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم

عاجزاند مجتهدات ادرا بواسطۂ مت معانی مخالف کتاب وسنت دانند واز اصحاب رای پندارند کل ہذا لعدم الوصول الی حقیقۃ علم و درایتہ وعدم الاطلاع علی فہمہ وفراستہ الی قولہ بے شائبہ تکلف وتعصب گفتہ می شود کہ نورانیت مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائے عظیم می نماید وسائر مذاہب بر رنگ حیاض وجداول بنظر می اید نا قصان چند احادیث یاد گرفتہ اند واحکام شرعیہ را در آں منحصر ساختہ ما وراء معلوم خود را نفی می نمایند شعر ہراں کرمیکہ در سنگے نہان است زمین وآسمان او ہمان است ٭ وائے ہزار وائے از تعصبہائے باریک ایشاں واز نظرہای فاسد ایشاں بانی فقہ ابو حنیفہ است وسہ حصہ فقہ او را مسلم داشتہ اند ودر ربع باقی ہمہ شرکت دارند ودر فقہ صاحب خانہ اوست ودیگر ایشاں ہمہ عیال وی اند انتہی

اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں صفحہ ۱۸ ہبڈ در از منہ بعضے مردم چناں در آمدہ کہ مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است وسلوک طریقہ اقتدا واتباع در مذہب ایشاں بیشتر است مذہب امام ابو حنیفہ مبنی بر رائے واجتہاد است ومخالف احادیث ایں سخن غلط محض وجہل صریح است آرے در اجتہاد حفظ کتاب اللہ وحفظ احادیث رسول اللہ ومعرفت اقوال سلف شرط است ولے آں درست نے وچوں قیاس واجتہاد امام اعظم ایشاں اقدم واسبق ومقرر ومسلم فحامہ امت است ایں گمان را مجال نہ بود ناکہ سبب وقوع ونشا اں آں بود کہ بعض محدثین کہ در مذہب امام شافعی بودند در کتابہا تصنیف کردند چنانچہ مصابیح ومشکوۃ ومانند آں دلائل مذہب خود را تتبع وتفحص نمودہ جمع کردند ودر احادیث مذہب حنفی براہ طعن وجرح رفتند وا بنہا بے گوشہ

١

تعصبی نخواهند واکثر ایشان با بوحنیفه بے گوشه تعصبی نباشند عفا الله
عنهم ونظر در کتب حنفیه که در دیار عرب مشهور است باید انداخت تا
حقیقت حال منکشف گردد مواهب الرحمن کتابے است درین مذهب
شارح او التزام کرده است که دلیل از آیات قران واحادیث صحیحه
بیارد و گفته اند که نزد وے رضی الله عنه صندوقها بود که احادیث مسموعه
خود را دران ضبط کرده و گفته اند که مشائخ او که از ایشان استماع حدیث کرده
ورای صحابه که از ایشان شنیده از تابعین سه صد کس بوده اند و اینها
که از وے مستند کرده اند پانصد کس اند و مجموعه مسانید وے در علم چهار هزار
کس اند و جمعی انرا بر ترتیب حروف هجی جمع کرده اند و چون احادیث
که امام شافعی بدان تمسک نموده امام ابو حنیفه بدان تمسک نه نموده
مردم گمان کرده اند که مذهب او مخالف احادیث است حالانکه درینجا
احادیث دیگر است صحیح تر و قوی تر از انکه بدان اخذ و تمسک نموده
واین معنی به تفصیل بیان کرده واثبات نموده اند ما اگر انرا ذکر کنیم
سخن دراز گردد بالفعل ان مباحث موجود است طالب حق را باید
که بدان رجوع کند و فی الحقیقت مذهب حنفی جامع منقول و معقول است
و مانانکه در اغلب اوقات احوال عادت کریمه آن امام همام آن بود که
در تفهیم و تبیین مذهب خود بجهت رعایت طبائع عامه خلق که مجبول اند
بر تطابق معقول و منقول و تائید نقل بعقل اکتفا بدلیل معقول
کردی و بقصد تسلیه و تشفیه طبائع ایشان در کشف آن [illegible]
والا اصل تمسک و استدلال او بکتاب و سنت واقوال سلف
بوده و خود چه صورت دارد که بے رجوع بکتاب و سنت واجماع

تمسک بقیاس کنند وحالانکه شرط عمل بدان عدم آن اصول است ودلائل
عقلی ایشان در حقیقت بمراتب تائید و ترجیح بعضی احادیث است بربعضی
بموافقت وے قیاس را ولابد از احادیث آنچه موافق بقیاس بود راجح است
نیز آنکه قیاس در مقابل نص کرده باشند و نیز علم به صحت وضعف احادیث
در زمان متاخرین بخلاف زمان سابق است چه میتواند که حدیثے در زمان ایشان
صحیح باشد بسبب اجتماع شرائط صحت وقبول در رواة که واسطه بودند میان
ایشان وحضرت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم پس ازان جهت رواة
دیگر که بعد ازاں آمدند ضعفی پیدا شد پس از حکم متاخرین محدثین
بضعف حدیثے لازم نیاید ضعف وے در زمان امام ابو حنیفه رحمة الله علیه
واین نکته ظاهر است و امام اعظم بجهت غایت [illegible] و وفور فضل و کمال
مغبوط و محسود عالم بود و متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض
متقدمین را نیز بآنجناب حسد گونه بود و در حقیقت هرکه فاضلتر محسودتر
شافعیه نیز این حال است امام شافعی رحمة الله علیه را ببینید که چه
مدح وے و مدح اصحاب وے میکند و میگوید الناس کلهم عیال ابی حنیفه
و آنجا نکه تقلید و اتباع امام ابو حنیفه باحادیث و اقوال صحابه است
دیگر را نیست اصحاب ابو حنیفه بر همه متفق اند که حدیث هرچند اسناد
او ضعیف بود مقدم تر و اولی تر از قیاس و اجتهاد است و وی
رضی الله تعالی عنه تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس نه کنند و عمل
بحدیث و اقسامه از حدیث نه دید امام شافعی قیاس را بر چندین
از اقسام حدیث مقدم وارد و از اقسام قیاس نیز جز بقیاس
موثر عمل نه کند و قیاس تناسب و قیاس شبه و قیاس طرد همه نزد وے معتبر

دیگر معمول است و در چندین مواضع قیاس را با حادیث ترک داده و امام شافعی
عمل بقیاس کرده اگر آنرا ذکر کنیم بدرازی کشد و ابو حنیفه تقلید صحابی را در آنچه
متعلق باجتهاد خود گوید واجب داند و شافعی گوید هم رجال و نحن رجال یعنی
ما و ایشان در اجتهاد برابریم و همه مجتهد اند هیچ مجتهد را تقلید مجتهد دیگر نرسد
نقلیست که امام ابو حنیفه رحمة الله علیه فرمود که عجب از مردم که مرا میگویند که فتوی
برای خود میدهد حال آنکه من هرگز فتوی ندهم مگر بانچه ماثور در مرویست انتهی
ملخصا نه آخر الکلام فی هذا المقام وصلی الله تعالی علی رسوله ا
لعظام و صحابه الکرام

تمت